متعدی و موذی امراض کے نکاح پر اثرات

وہاب خان* ذیشان**

Abstract

Transitive and Tormentor Diseases and its Effect on Wedlock

Wedlock (*Nik┐h*) is one of the blessings of God and a source of comfort for both of the spouses. According to Islamic *Shar┘‘ah*, the bond between the spouses should be based on love and affection and that's why the dissolution of marriage between the spouses is considered as the most unlikeable among the *Mub┐╒* (permitted) things in Islam. But sometimes, unpleasant and distasteful circumstances between the couple may lead to more precarious results if the bond of marriage is not dissolved.

This sort of situation is more likely when one of the couple is suffering from an infectious or fatal disease resulting in the hesitation of the other half to come closer to him or her and there are lesser chances of the continuation of marital relationship as the process of reproduction or gono, being the prime objective of a marriage, fades away. In such kind of circumstances, a husband can use the weapon of ═*al┐q* (divorce by the husband) to get rid of the situation, but indeed wife is faced with numerous sort of complexities. The said paper discusses at length the solutions to such type of complexities and the fact that Islamic *Shar┘‘ah* does have the provision of *Khula‘* (divorce on the wife's demand) for womenfolk in case there is any threat of transmitting of the disease to any of the stakeholders in the future.

Keywords: Wedlock; Transitive and Tormentor Diseases; *Khula‘*; Divorce.

فقہ کی اصطلاح میں نکاح اس خاص عقد و معاہدہ کو کہتے ہیں جو مرد اور عورت کے درمیان ہوتا ہے اور جس سے دونوں کے درمیان زوجیت کا تعلق پیدا ہو جاتا ہے جس سے توالد و تناسل کے سلسلہ کا آغاز اور میاں بیوی میں پیار و محبت کا رشتہ قائم ہوتا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿اور اسی کے نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس کی عورتیں پیدا کیں تاکہ ان کی طرف مائل ہو کر آرام حاصل کرو اور تم میں محبت اور مہربانی پیدا کر دی﴾۔[1]

لیکن کبھی کبھی میاں بیوی کے درمیان یہ پیار و محبت کا تعلق باقی نہیں رہتا اور معاملہ طلاق اور فسخِ نکاح تک پہنچ جاتا ہے۔ بے شمار حکمتوں اور مصلحتوں کی بناء پر اسلام نے طلاق کا حق زوجین میں سے صرف مرد کو عطا فرمایا ہے۔ لیکن ساتھ ہی اس بات سے صرف نظر نہیں فرمایا کہ بعض حالات ایسے پیدا ہو سکتے ہیں جن میں عورت کو مرد سے گلو خلاصی کے لئے اس سے طلاق یا خلع حاصل کرنے کی کوئی صورت نہ بن سکے۔ حنفی مذہب میں اس کے لئے بہترین طریقہ تفویضِ طلاق کا ہے۔ اگر عقد نکاح کے وقت اس طریقے کو اختیار کر لیا جائے تو بعد میں کوئی مشکل پیدا نہیں ہوگی۔ لیکن شرعی احکام سے ناواقفیت عام ہو چکی ہے، اس لئے عام طور پر لوگ نکاح کے وقت شریعت کی دی ہوئی اس سہولت سے فائدہ نہیں اٹھاتے اور آگے چل کر خواتین مشکلات کا شکار ہو جاتی ہیں۔ ایسی خواتین جنہوں نے نکاح کے وقت طلاق کا اختیار اپنے ہاتھ میں نہ لیا ہو تو بعد میں شدید مجبوری کی حالت میں

* ایم فل اسلامک اسٹڈیز، کوہاٹ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، کوہاٹ

** ریسرچ سکالر، یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، بنوں

بھی وہ اپنے شوہر کے ساتھ رہنے پر مجبور ہوتی ہیں مثلاً شوہر اتنا ظالم ہو کہ نہ تو بیوی کے نان نفقہ کا بندوبست کرے اور نہ ہی بیوی کو چھوڑنے پر راضی ہو یا شوہر مفقود الخبر، نامرد ہو، یا کسی ایسی مہلک بیماری میں مبتلا ہو جائے جس کی وجہ سے وظیفہ زوجیت بسہولت اور پر کیف طریقے سے ادا کرنے کے قابل نہ ہو اور از خود طلاق یا خلع پر آمادہ نہ ہو تو ایسی عورتوں کے لئے شدید مشکلات ہوتی ہیں۔ خاص طور پر جہاں شریعت کے مطابق فیصلے کرنے والا کوئی قاضی موجود نہ ہو۔لیکن حنفی مسلک ہی میں اس بات کی گنجائش موجود ہے کہ شدید ضرورت کے مواقع پر ائمہ اربعہ میں سے کسی مذہب کے مطابق عمل کرلیا جائے۔خود مفقود اور متعنت کے بارے میں بعض متاخرین فقہائے حنفیہ نے مالکی مذہب پر فتویٰ دینے کی تصریح کی ہے۔اسی طرح اگر کسی کو کوئی ایسی حالت پیش آئے کہ مہلک بیماری کی وجہ سے میاں بیوی کے درمیان تفریق لانے کی ضرورت پیش آئے تب بھی فقہ حنفی سمیت تمام مسالکِ فقہ میں اس بات کی گنجائش موجود ہے کہ کوئی مناسب راستہ اختیار کیا جائے۔ ذیل میں پہلے چند معاصر مہلک بیماریوں کا تعارف کرایا جاتا ہے۔

دور حاضر کے خطرناک مہلک امراض

1. پی آئی ڈی PID (Pelvic Inflammaory Disease)

یہ مرض خواتین کے ساتھ مخصوص ہے۔اس بیماری کے دوران خواتین بخار، متلی، قے، دردِ معدہ، جنسی تعلقات کے دوران درد اور ماہواری کے دوران شدید درد یا پیشاب کے دوران درد میں مبتلا ہو سکتی ہیں۔ اس بیماری سے جنین کی نشوونما متاثر ہوتی ہے اور حاملہ کی زندگی خطرے میں پڑ جاتی ہے جس کی بناء پر آپریشن کی ضرورت پیش آتی ہے۔[2]

2. CHLAMYDIA INFECTION

یہ ایک جنسی بیماری ہے جو جنسی عمل کے دوران یا دوران حمل متاثرہ عورت سے بچے کو منتقل ہوتی ہے۔یہ مرض (PID) کا سبب بھی بن سکتی ہے۔[3]

3. آتشک SYPHILIS

یہ انتہائی خطرناک جنسی بے قاعدگیوں کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ نتیجتاً پھنسیاں پیدا ہو جاتی ہیں جس میں پیپ پیدا ہو کر زخموں کی نوبت آجاتی ہے۔بعد ازاں منتقل ہو کر جگر تک پہنچ جاتا ہے اس مرض سے کبھی کبھی کینسر کی بھی شکایت ہو جاتی ہے۔[4]

4. سوزاک GONORRHOEA

سوزاک ایک متعدی مرض ہے۔اس مرض سے اگرچہ موت واقع نہیں ہوتی لیکن جنسی اعضاء میں خرابی واقع ہوتی ہے۔یہ مرض بھی غیر فطری جگہ میں شہوت پوری کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔اس مرض سے پیشاب کی نالی -جس کو نائیزہ یا (RUETHRA) کہتے ہیں- میں شدید ورم ہو جاتا ہے اور اس میں سے پیپ آنے لگتی ہے اور چوبیس (24) گھنٹوں سے لے کر پانچ چھ دن کے اندر یہ مرض ظاہر ہوتا ہے جو شدید تکلیف دہ ہوتا ہے۔[5]

5. شنکرائیڈ CHANCROID

یہ مرض سوزاک اور آتشک سے کہیں زیادہ نقصان دہ ہے اور اعضائے توالد و تناسل کو نقصان پہنچاتا ہے۔اس مرض کے جراثیم اندام نہانی کی جلد میں داخل ہو کر تیزی سے پھوٹنے والے چھوٹے چھوٹے پیپ زدہ چھالے پیدا کر دیتے ہیں جو تکلیف

وہ پھوڑوں کی شکل میں زیریں حصے اور پوشیدہ اعضاء پر پھیل جاتے ہیں۔[6]

6. ایل جی وی LGV

مباشرت کے ذریعے جس دن مریض اس مرض کے جراثیم قبول کرتا ہے، اس کے تقریباً تین ہفتے بعد عضو تناسل پر چھالے پیدا ہو جاتے ہیں۔ دو ہفتوں بعد رانوں کے جوڑ کے پاس انڈے کے برابر پھوڑا ظاہر ہوتا ہے۔ جلد ہی بیماری پھیل کر مقعد کو گھیر لیتی ہے اور مقعد کا راستہ بند ہو جاتا ہے۔ ایک اور تکلیف یہ ہوتی ہے کہ عضو تناسل اور مقعد کی درمیان کی جگہ پر درجنوں ننھے ننھے چھید بن جاتے ہیں جن میں ہر وقت پیپ رستی رہتی ہے۔[7]

7. ہیپاٹائٹس بی Hepatitis B

ہیپاٹائٹس بی کی بیماری میں انسانی جگر بالکل جل جاتا ہے۔ یہ بیماری جسم کے سیال مادوں کی وجہ سے پھیلتی ہے۔ یہ بیماری 50 فیصد سے لے کر 100 فیصد تک (HIV) سے زیادہ خطرناک ہے۔[8]

8. ہیپاٹائٹس سی Hepatitis C

ہیپاٹائٹس سی کی بیماری ایک وائرس سے لگ جاتی ہے جس کو (HCV) کہتے ہیں۔ یہ بیماری جگر کو متاثر کرتی ہے جس کی وجہ سے جگر کام کرنا چھوڑ دیتا ہے اور کبھی کبھی جگر کا کینسر بھی اس کی وجہ سے لگ جاتا ہے۔ یہ بیماری خون سے خون کو منتقل ہوتی ہے۔[9]

9. ایڈز AIDS

اس کا مطلب ہے کہ ایسا وائرس جو انسان کے دفاعی نظام کو تباہ کر دے جس کی وجہ سے انسان انفیکشن اور امراض کے خلاف دفاع نہ کر سکے۔ ایڈز ایک وائرس ایچ آئی وی سے پھیلتا ہے۔ (HIV) مخصوص طریقوں سے ایک شخص سے دوسرے شخص کو لگتا جاتا ہے اور متاثرہ شخص کے دفاعی نظام کو بے کار کر کے رکھ دیتا ہے۔ ایڈز کے پھیلنے کے متعدد اسباب درجہ ذیل ہیں جیسے: مردوں اور عورتوں کے جنسی اعضاء سے نکلنے والے سیال مادے، اخراجات یا رطوبتیں، یعنی مردوں میں نطفہ (semen) اور عورتوں میں مہبلی اِفراز (ifraz) جس کو انگریزی میں (vaginal secretion) کہتے ہیں، متاثرہ شخص کے خون سے، انجکشن کی سوئی کے مشترکہ استعمال سے، خون کے انتقال، متاثرہ عورتوں سے اس کے بچوں کو دوران حمل، دوران ولادت یا بعد از پیدائش دودھ کے ذریعے، وغیرہ۔ لیکن لعاب (saliva) یا بوسا لینے سے اس بیماری کے لگ جانے کے شواہد نہیں ملتے۔[10]

10. کینسر یا سرطان Cancer

یہ نہایت ہی مہلک بیماری ہے۔ صحیح تشخیص کے بعد عام طور پر مریض مناسب علاج نہ ہونے کی صورت میں سال دو سال سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ کینسر میں جسم کے کسی حصے کی خلیات بے قابو ہو کر بڑھنے لگتے ہیں، جس کے نتیجے میں ایک رسولی ظاہر ہونے لگتی ہے۔ کچھ عرصہ بڑھنے کے بعد یہ رسولی درمیان میں سے گلنے لگتی ہے اور ایک زخم ظاہر ہو جاتا ہے۔ جس کو ذرا سا چھیڑنے سے خون نکلتا ہے۔ کینسر جسم کے کسی بھی حصے میں ہو سکتا ہے۔ مثلاً جلد کا کینسر، چھاتی کا کینسر، پھیپھڑوں کا کینسر، ہڈیوں کا کینسر، معدے کا کینسر، بڑی انتڑی کا کینسر، جگر کا کینسر، بچہ دانی کا کینسر اور خون کا کینسر وغیرہ۔[11]

11. جنسی اعضاء کے دانے Genital Wart

یہ ایک جنسی بیماری ہے جو براہ راست متاثرہ فرد کی جلد کے دوسرے فرد کے جلد کے ساتھ لمس سے پھیلتی ہے۔ یہ عموماً جنسی عمل کے دوران ایک دوسرے کو لگ سکتی ہے۔ اکثر وبیشتر جنسی اعضاء کے کینسر کا بھی باعث بنتی ہے۔[12]

متعدی امراض قرآن اور حدیث کی روشنی میں

مذکورہ بالا بیماریوں میں سے چند ایک کے متعلق میڈیکل سائنس کی جدید تحقیق یہ ہے کہ یہ متعدی بیماریاں ہیں۔ اس لئے مناسب ہو گا کہ قرآن اور حدیث کی روشنی میں دیکھا جائے کہ کیا بیماری متعدی ہو سکتی ہے یا نہیں؟

قرآن مجید میں امراض کے متعدی ہونے اور نہ ہونے کے بارے میں کوئی صراحت موجود نہیں۔ البتہ طاعون کو عذاب الٰہی "رجز" سے تعبیر کیا گیا ہے جو بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر بھیجا گیا تھا۔[13] جب کہ احادیث میں ایسے امراض کے متعدی ہونے کے متعلق دونوں طرح کی تصریحات آئی ہیں۔ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امراض میں متعدی ہونے کی صلاحیت نہیں ہے اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ امراض میں متعدی ہونے کی صلاحیت موجود ہے مثلاً ایک مجذوم شخص کے بارے میں منقول ہے کہ آپ ﷺ نے اس کے ساتھ کھانا کھایا اور ارشاد فرمایا: "اللہ کے بھروسہ اور توکل کرتے ہوئے"۔[14]

درجہ ذیل روایت سے بھی امراض کا متعدی ہونا معلوم ہوتا ہے:

> حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مرض کا متعدی ہونا کوئی چیز نہیں، بد شگونی و نحوست کوئی چیز نہیں، صفر کوئی چیز نہیں اور ہامہ کوئی چیز نہیں۔ اس پر ایک اعرابی بولا کہ اونٹ صحرا میں ہرنوں کی مانند ہوتے ہیں اور پھر خارش زدہ اونٹ ان میں آملتا ہے تو انہیں بھی خارش زدہ کر دیتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہی بات ہے تو پہلے اونٹ کو بیماری کس نے لگائی؟ معمرؒ[15] نے زہریؒ[16] کے حوالے سے ایک اور شخص کے واسطے سے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ بیمار اونٹوں والا اپنے اونٹوں کو تندرست اونٹوں سے لا کر نہ ملائے۔[17]

اس حدیث کی تشریح میں علامہ ابن قتیبہؒ[18] "تاویل مختلف الحدیث" میں اور علامہ خطابیؒ[19] "معالم السنن" میں لکھتے ہیں کہ "لاعدویٰ" کے معنی ہیں کہ مسبب الاسباب ذات خداوندی ہے۔ بیماری اپنے آپ ایک سے دوسرے کو نہیں لگتی۔ جب اللہ تعالیٰ چاہے تو لگ جاتی ہے ورنہ نہیں لگتی۔ اگر لازماً بیماری متعدی ہوتی تو بیماروں کے تیمار دار ہر گز نہ بچتے۔ یہ بھی مشاہدہ ہے کہ بعض دفعہ بیماری بالکل قریب رہنے والوں کو نہیں لگتی اور دور والوں پر اثر انداز ہو جاتی ہے۔ بیماری کا ایک دوسرے کو لگنا خود بیماری کے بس میں نہیں۔ طبیب جو خطرناک متعدی امراض کا علاج کرتے ہیں وہ خود محفوظ رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں قوت مدافعت دی ہوتی ہے، مگر بعض دور رہنے والے کمزور لوگ بیماری میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ حضور ﷺ کے فرمان "پہلے اونٹ کو بیماری کس نے لگائی؟" کا مطلب یہ ہے کہ پہلے اونٹ کو کسی اور بیمار اونٹ سے متعدی ہو کر بیماری نہیں لگی بلکہ محض تقدیر الٰہی سے لگی تھی۔ اس طرح اگر تندرست اونٹ بیمار اونٹوں کے ساتھ رہے اب اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو بیماری نہیں لگ سکتی۔ اور بیمار اونٹوں والے کو یہ حکم جو دیا گیا کہ تندرست اونٹوں میں اسے نہ ملائیں، یہ اس لئے کہ اگر اس کے

اونٹ بیمار ہو گئے تو وہ سمجھے گا کہ بیماری بذات خود متعدی ہوتی ہے اور اس سے اس کا عقیدہ خراب ہو گا اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ بیمار اونٹوں کی بیماری کا اثر اللہ کے حکم سے اس علاقے کی آب و ہوا پر پڑے گا اور وباء کے پھیلنے کا سبب بنے گا۔ اس طرح ایک دوسری حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے: "جب تم کسی علاقے میں طاعون کے متعلق سنو تو وہاں نہ جاؤ اور اگر کسی علاقے میں طاعون پھوٹ پڑے تو وہاں سے فرار اختیار کر کے نہ نکلو"۔[20]

حضور ﷺ کا یہ حکم کہ اس علاقے میں "نہ جاؤ" ثابت کرتا ہے کہ اس سے بچنا ضروری ہے اور خوہ مخواہ اپنے آپ کو تکلیف میں نہیں ڈالنا چاہیے اور اس کے ساتھ جب یہ فرمایا کہ " وہاں سے بھاگ کر اس علاقے سے نہ نکلو" اس میں توکل اور حکم خداوندی کو تسلیم کرنے کی بات کی گئی ہے۔ پہلا حکم تادیب و تعلیم کے لئے ہے اور دوسرا حکم تقدیر پر راضی ہونے اور حکم خداوندی کے آگے سر جھکانے پر مبنی ہے۔ جدید طب میں وباء پھوٹ پڑنے کے وقت جو احتیاطی تدابیر اختیار کی جاتی ہیں، ان میں سے اس تدبیر کو خاص اہمیت حاصل ہے کہ وباء زدہ علاقہ سیل کر دیا جاتا ہے یعنی نہ اس علاقے میں کوئی جائے اور نہ وہاں سے کوئی باہر آئے۔

اسی موضوع میں آپ ﷺ سے ایک اور حدیث مروی ہے: "کوڑھی سے یوں بھاگو جیسا کہ شیر سے بھاگتے ہو"۔[21] اس حدیث کے متعلق مولانا عبدالحق دہلویؒ [22] لکھتے ہیں کہ:

> اس حدیث میں جس علاقے میں وبا ہو اس علاقے میں جانے اور اسی علاقے سے نکلنے کے متعلق جو نہی فرمائی گئی ہے اس میں وبا سے بچنے اور پرہیز کرنے کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ وبا زدہ علاقے میں جانا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ یہ شریعت اور عقل دونوں کی مخالف ہے۔[23]

اسی طرح ایک اور روایت ہے کہ "لا تدیموا النظر الی المجذومین"[24] یعنی "کوڑھیوں کو مسلسل نہ دیکھو"۔

حافظ ابن حجرؒ[25] نے تفصیل سے اہل علم کا ان دونوں احادیث میں تطبیق کرنے والی آراء کو بیان کیا ہے۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ سمجھتے تھے کہ امراض خود طبعاً اور لازماً قدرتِ الٰہی کے کسی دخل کے بغیر دوسروں کو منتقل ہوتے ہیں۔ یہ حدیث اسی خیال کی نفی میں آئی ہے۔ جن روایات سے امراض کا متعدی ہونا ثابت ہوتا ہے، ان روایات کا منشأ یہ ہے کہ اسباب کے درجہ میں یہ تعدیہ بیماری کا سبب وذریعہ بن سکتا ہے، لیکن یہ بہر حال اللہ تعالیٰ کے ارادے کے تابع ہے۔ ابن حجرؒ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر اہل علم کی یہی رائے ہے۔[26] امام نوویؒ[27] نے بھی اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہی جمہور علماء کا نقطہ نظر ہے۔[28]

آج کل بہت سے امراض کا متعدی ہونا نظر وخیال سے بڑھ کر مشاہدہ بن چکا ہے جب کہ قرآن اور حدیث واقعہ ومشاہدہ کے خلاف نہیں ہو سکتا، اس لئے صحیح یہی ہے کہ بعض امراض جراثیم کے ذریعہ متعدی ہوتے ہیں، البتہ ان کو امراض کے درجے میں ہی رکھا جائے، نہ بیماری کا پیدا ہونا کسی سے میل جول پر موقوف ہے اور نہ یہ ضروری ہے کہ بیمار شخص سے میل جول لازماً بیماری کو لے آئے۔ ان اسباب سے متاثر ہونا اور نہ ہونا بہر حال مشیت خداوندی اور قدر الٰہی کے تابع ہے۔

ان بیماریوں کی وجہ سے فسخ نکاح کے متعلق فقہاء کے اقوال

ایڈز، ہیپاٹائٹس بی، سی، کینسر اور ان جیسی دوسری بیماریوں کا خوف پوری دنیا پر مسلط ہے۔ یہ امراض انسانی جسم کو مکمل

طور پر تباہ کر دیتے ہیں۔ اس کے بعد انسان بڑی تیزی کے ساتھ مختلف موذی اور مہلک امراض میں گرفتار ہو کر دم توڑ دیتا ہے۔ ان امراض کا سب سے خطرناک پہلو یہ ہے کہ یہ بڑی تیزی کے ساتھ پھیلتے ہیں۔ دنیا کی اکثر آبادی ان میں سے کسی نہ کسی مرض میں ضرور مبتلا ہے یا ان کے مبتلا ہونے کا شدید خطرہ موجود ہے مثلاً اگر کہیں کسی کو ایڈز کی بیماری لگ جائے اور مناسب احتیاطی تدابیر اختیار نہ کی جائیں تو تھوڑے ہی عرصے میں بہت سے افراد کو یہ مرض لاحق ہو سکتا ہے۔

یوں تو بیماری زندگی کا ساتھی ہے لیکن بعض امراض ایسے ہوتے ہیں جو اپنے تکلیف دہ اور متعدی اثرات کی وجہ سے لوگوں کیلئے قابل نفرت بن جاتے ہیں۔ دوسرے افراد کو ان امراض کی وجہ سے طبعاً ایسی کراہت پیدا ہو جاتی ہے کہ زوجین میں سے کوئی بھی جنسی لذت بھی نہیں اٹھا سکتے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا ایسے امراض کی وجہ سے زوجین کو یہ حق حاصل ہو گا کہ وہ دوسرے فریق کی بیماری اور عیب کے باعث فسخ نکاح کا مطالبہ کریں یا نہیں؟ اس لئے مرض کی نوعیت کو دیکھا جائے گا۔ کسی کو مرض لاحق ہونے کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں: 1- شوہر یا بیوی میں عیب پہلے سے موجود ہو لیکن نکاح سے پہلے دوسرے فریق کو آگاہ نہیں کیا گیا۔ 2- عیب پہلے سے موجود ہو اور دوسرا فریق اس سے باخبر بھی ہو، یا یہ کہ نکاح کے بعد جب مطلع ہوا تو اپنی طرف سے رضامندی ظاہر کر دی۔ 3- نکاح کے بعد شوہر میں عیب پیدا ہوا۔ 4- نکاح کے بعد بیوی میں عیب پیدا ہوا۔

مذکورہ وجوہ کی وجہ سے فقہائے کرام کی آراء بھی مختلف ہو گئیں۔

اصحاب ظواہر کے ہاں ان تمام صورتوں میں زوجین میں سے کسی کو بھی فسخ نکاح کے مطالبے کا کوئی حق نہیں، یہی رائے ابن حزم[29] کی ہے۔[30] امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اگر شوہر مقطوع الذکر اور بیوی کو معلوم نہ ہو تو شادی کے بعد عورت کو فسخ کا حق حاصل ہو گا جیسا کہ شامی میں ہے: "بیوی نکاح سے پہلے شوہر کی بیماری والی حالت سے بے خبر تھی اور نکاح کے بعد ایسی حالت پر راضی بھی نہ تھی"۔[31]

جب کہ تیسری صورت میں بھی احناف کے ہاں عورت کو فسخ کا اختیار حاصل ہو گا۔ یعنی شادی کے بعد اگر شوہر کا آلہ تناسل کٹ جائے اور ابھی تک اس نے اپنی بیوی کے ساتھ ایک مرتبہ بھی جماع نہ کیا ہو تو بیوی فسخِ نکاح کا مطالبہ کر سکتی ہے لیکن اگر شوہر نے ایک مرتبہ بھی جماع کر لیا تو گویا اس نے اس لحاظ سے حق زوجیت ادا کر دیا۔ اب عورت کو فسخ کا اختیار نہ ہو گا۔ جیسا کہ تنویر الابصار اور در مختار میں مذکور ہے: "اگر بیوی سے ایک مرتبہ بھی مجامعت کرنے کے بعد مرد مقطوع الذکر یا عنین ہو گیا اب بیوی کو فسخ کا حق حاصل نہ ہو گا کیونکہ مرد نے بیوی کا حق اس کو پہنچا دیا ہے"۔[32]

امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے ہاں دوسری صورت -یعنی اگر فریق ثانی کو عیب کا پہلے سے پتہ ہو یا پیدا ہونے کے بعد رضامندی ظاہر کی ہو- کے سوا تمام صورتوں میں جو فریق اس عیب سے پاک ہو وہ دوسرے فریق سے فسخ نکاح کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ امام مالکؒ[33] کے ہاں چوتھی صورت میں بھی -جب کہ عورت کے اندر نکاح کے بعد عیب پیدا ہوا ہو - مرد فسخِ نکاح کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ طلاق دے کر بھی مقصود حاصل کر سکتا ہے۔ البتہ پہلی صورت میں میاں بیوی میں سے ہر ایک کو اور تیسری صورت میں بیوی کو حق حاصل ہو گا کہ وہ فسخ نکاح کا مطالبہ کرے۔

مالکیہ، شوافع اور حنابلہ کے ہاں نکاح بھی ان معاملات میں سے ہے جن کو عیب کی وجہ سے فسخ کیا جا سکتا ہے۔ اگر

نکاح کے بعد شوہر میں ایسا عیب پیدا ہوا یا نکاح کے وقت موجود تھا لیکن عورت کو مطلع نہیں کیا گیا تو ائمہ ثلاثہ مذکورہ کے ہاں جن عیوب کی وجہ سے فسخِ نکاح کا حق دیا گیا ہے ان عیوب کی موجودگی میں عورت فسخِ نکاح کا مطالبہ کر سکتی ہے۔ اگرچہ تفصیلات میں اختلاف ہے تاہم ان کے ہاں عیوب بنیادی طور پر دو طرح کے ہیں: 1-جو جنسی اعتبار سے ایک کو دوسرے کیلئے ناقابل انتفاع بنا دیں۔ 2-جو قابل نفرت ہوں اور ان کے متعدی ہونے کا اندیشہ ہو جیسے برص و جنون وغیرہ۔[34]

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک شوہر کے نامرد یا مقطوع الذکر ہونے کے سوا عورت دوسرے عیوب کی وجہ سے فسخِ نکاح کا مطالبہ نہیں کر سکتی جیسا کہ ہدایہ میں ہے: "جب شوہر کو جنون ہو، برص ہو یا جذام ہو تو امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے مطابق زوجہ کو نکاح فسخ کرانے کا اختیار نہیں ہے۔[35] اس کے لئے دلیل کے طور پر آگے فرماتے ہیں کہ:

> اصل بات یہ ہے کہ زوجہ کو (فسخِ نکاح کا) اختیار حاصل نہیں کیونکہ اس سے شوہر کا حق باطل ہو گا۔ جب کہ مجبوب و عنین کی صورت میں اس وجہ سے عورت کو اختیار حاصل ہوا کہ اس صورت میں نکاح کا مقصود [توالد و تناسل] فوت ہوتا ہے۔ جب کہ جذام و غیرہ ایسے عیوب ہیں کہ اس سے مقصود میں کوئی مخل واقع نہیں ہوتا لہٰذا عنین و مجبوب اور جذام وغیرہ جیسے عیوب میں فرق ظاہر ہو گیا۔[36]

امام محمدؒ کے نزدیک جنون و برص کی وجہ سے بھی عورت فسخ نکاح کا مطالبہ کر سکتی ہے دلیل کے طور پر فرماتے ہیں کہ اس کی ذات سے ضرر دور ہو جیسا کہ شوہر کے مجبوب یا عنین ہونے کی صورت میں اختیار دیا گیا ہے۔ برخلاف شوہر کی جانب کے کیونکہ شوہر اپنی ذات سے ضرر دور کرنے پر اس طرح قادر ہے کہ جب چاہے زوجہ کو طلاق دے دے۔[37]

اس مسئلے میں سب سے قابل عمل رائے امام محمدؒ کی ہے یعنی مرد کو تو فسخِ نکاح کا حق حاصل نہیں ہو گا اس لئے کہ وہ طلاق دے کر بیوی کو چھوڑ سکتا ہے۔

حضرت علیؓ کے ایک اثر سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ "اگر کسی آدمی نے کسی مجنونہ یا جذام زدہ یا برص یا قرن کی بیماری میں مبتلا عورت سے نکاح کیا تو وہ عورت اب اس کی بیوی ہے وہ آدمی اگر چاہے تو اسے طلاق دے، یا اپنے پاس رکھے"۔[38]

ہاں اگر مرد کسی عیب میں مبتلا ہو تو عورت کو حق حاصل ہو گا کہ وہ فسخ نکاح کا دعوی کرے۔ یہی رائے مشہور تابعی حضرت سعید بن مسیبؒ[39] سے بھی منقول ہے۔[40]

چونکہ امام محمدؒ کا مسلک اس مسئلہ میں شریعت کی روح و مزاج سے قریب بھی ہے اور مصلحت عامہ کے مطابق بھی۔ اس لئے بعد کے فقہائے احناف نے بھی امام محمدؒ ہی کی رائے پر فتویٰ دیا ہے۔ علامہ ابن نجیم مصری[41] نے لکھا ہے: "اگر قاضی عیب کی بناء پر رد نکاح کا فیصلہ کرے تو اس کا فیصلہ نافذ ہو گا"۔[42] ظاہری طور پر معلوم ہوتا ہے کہ امام محمدؒ صرف جنون جذام اور برص کی بیماریوں ہی میں فسخِ نکاح کی اجازت دیتے ہیں، لیکن بعض مصنفین کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ امام محمدؒ کے ہاں اس مسئلے میں توسع پایا جاتا ہے۔ چنانچہ فخر الدین زیلعیؒ[43] لکھتے ہیں:

> امام محمدؒ کہتے ہیں کہ اگر مرد میں کوئی ایسا عیب ہو جس کی وجہ سے اس کے ساتھ رہا نہ جا سکتا ہو تو عورت نکاح رد کر سکتی ہے۔ اس لئے کہ اس بیماری کی وجہ سے اس کے لئے اپنا حق حاصل کرنا مشکل ہو جائے گا۔ لہٰذا یہ شخص

مجبوب اور نامرد کے حکم میں ہو گا۔ہاں اگر عورت میں عیب ہو تو مرد کو فسخِ نکاح کا اختیار نہیں کیونکہ مرد اپنے اوپر سے تکلیف طلاق کے ذریعے دفع کر سکتا ہے۔[44]

بدائع الصنائع میں امام محمد کا قول مزید تفصیل سے مذکور ہے۔علامہ کاسانیؒ[45] لکھتے ہیں کہ: "امام محمد کہتے ہیں کہ شوہر کا ہر اس عیب سے پاک ہونا جس کے ہوتے ہوئے شوہر کے ساتھ رہنا مشکل ہو جیسا کہ جنون، جذام اور برص وغیرہ نکاح کے لوازمات میں سے ہیں یہاں تک کہ ان امراض کی وجہ سے نکاح کو فسخ بھی کیا جاسکتا ہے"۔[46] امام محمد کے اس قول کے لئے دلیل ذکر کرتے ہوئے علامہ کاسانی لکھتے ہیں:

> امام محمد کے قول کی دلیل یہ ہے کہ ان پانچ عیوب میں خیار عورت سے دفع ضرر کی وجہ سے ثابت ہے اور یہ عیوب ضرر اور تکلیف میں ان بیماریوں اور عیوب سے بڑھ کر ہیں کیونکہ عام طور پر یہ متعدی بیماریاں شمار ہوتی ہیں۔اب جب ان[غیر متعدی بیماریوں] کی وجہ سے خیار فسخ عورت کو حاصل ہے تو ان عیوب کی وجہ سے تو بطریق اولی حاصل ہے۔لیکن اگر یہ عیوب عورت میں ہوں تو مرد کو اختیار فسخ نہیں کیونکہ مرد تو اپنے آپ سے طلاق کی وجہ سے اس ضرر کو دفع کر سکتا ہے۔چونکہ حق طلاق مرد کو حاصل ہے عورت کو اس کا طلاق اختیار نہیں۔لہذا عورت کے حق میں فسخ نکاح دفع ضرر کے لئے ثابت ہے۔[47]

اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ اول تو خود امام محمدؒ کے ہاں صرف جذام ، جنون اور برص کی بیماریوں کی تخصیص نہیں ہے بلکہ وہ تمام بیماریاں موجبِ فسخ ہیں جن کی موجودگی میں مرض کے متعدی اور قابل نفرت ہونے کے باعث زوجین کا ایک ساتھ رہنا دشوار ہو جائے اور اگر امام محمدؒ کی رائے ایسی نہ بھی ہو تب بھی شرعی مصلحت کا لحاظ رکھتے ہوئے اس مسئلہ میں توسع سے کام لینا ہو گا،اور تمام موذی، نفرت انگیز،متعدی اور لاعلاج امراض کو اس میں شامل سمجھا جائے گا۔

نتائج بحث

آج کل کے زمانے میں تمام مہلک،متعدی اور قابل نفرت امراض موجبِ فسخ ہیں اور عورت ان کی وجہ سے فسخ نکاح کا مطالبہ کر سکتی ہے۔البتہ اس حق کا استعمال وہ اس وقت کر سکے گی جب کہ:

1- وہ عورت خود اس مرض میں مبتلا نہ ہو۔

2- نکاح سے پہلے عورت اس مرض سے باخبر نہ ہو۔

3- نکاح کے بعد عیب معلوم ہو جانے کے بعد اس نے اپنی رضامندی کا صریح اظہار نہ کیا ہو۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ مذکورہ بالا یا اس جیسے دیگر مہلک و متعدی امراض بھی ان امراض میں سے ہیں جن کی وجہ سے عورت کو حقِ تفریق حاصل ہوتا ہے، کیونکہ یہ امراض برص و جذام وغیرہ سے زیادہ قابل نفرت بھی ہیں اور متعدی بھی۔اور چونکہ جنسی رابطہ ایسے امراض کی منتقلی کا ایک بڑا سبب ہے،اس لئے ایسے امراض میں مبتلا شخص سے اس کی بیوی جنسی رابطہ کرنے میں خوف محسوس کرے گی۔لہٰذا یہ شخص اپنی بیوی کے لئے نامرد کے حکم میں ہو گا۔

حواشی و حوالہ جات

---

[1] القرآن الکریم، سورۃ الروم، 21:

[2] David L. Hames, William J. Ledger.....Guidelines for PID, Clinical Infections Diseases, Vol. 32, pp.103-107, Infections Diseases Society America, 2001.

[3] Fitzpatrick's Dermatology in General Medicin 8th Edi. Vol:1, Mc Graw Hill New york.Page,2519
[4] Schaller/Colour Atlas of Tropical Dermatology and Venerology,Springer Verlag Berlin 1994, p.70
[5] Ibid: Page:74
[6] Ibid: Page:75
[7] Ibid: Page:76
[8] Tony Burns,stephen breathnach, Rook's Text Book of Dermatology Ed. 8, 1/1548, Wiley Blachwell, John Wiley & Sons Ltd. Publication, 2010
[9] Ibid:page:1549
[10] Fitzpatrick's Dermatology in General Medicin 8th Edi.page:2259
[11] Ibid: Part.7. page:1227
[12] Rook's Text Book of Dermatology 8th Edi. Vol:1. ,chapter:33,page :1528

[13] أبو الفداء، إسماعيل بن عمر بن کثیر القرشي(م774ھ). تفسیر ابن کثیر. ط1: دار الکتب العلمیہ، بیروت,البقرۃ:59

[14] ابو داؤد، سلیمان بن الأشعث السجستاني(م275ھ). سنن أبي داؤد.: المکتبۃ العصریہ، بیروت، باب في الطیرۃ حدیث 3925، 20/4

[15] معمر بن راشد(م153ھ). آپ کے استادوں میں امام زہری وَیحییٰ بن ابی کثیر، ہمام بن منبہ اور ہشام بن عُرْوَہ شامل ہیں جب کہ آپ کے شاگردوں میں سفیان ثوری، ابن عُیینَہ وابن المبَارک شامل ہیں۔[أحمد بن محمد بن الحسین بن الحسن أبو نصر البخاري الکلاباذی (م398ھ). الھدایہ والارشاد في معرفۃ أھل الثقۃ والسداد. ط۱۴۰۷:۱ھ، دار المعرفہ بیروت]

[16] محمد بن مسلم بن عبد اللہ بن شِہَاب الزھري(م124ھ). بنی زھرۃ بن کلاب سے تعلق رکھتے تھے۔ سب سے پہلے آپ نے احادیث کو باقاعدہ طور پر مدون کیا، اکابر حفاظ اور فقہاء میں شمار ہوتے ہیں۔ مدینہ میں رہنے والے تھے تابعی تھے۔ آپ کو 2200 احادیث یاد تھیں۔[الزرکلي الدمشقي، خیر الدین بن محمود بن محمد بن علي بن فارس(م1396ھ). الأعلام. ط: دار العلم للملایین، 97/7]

[17] ایضاً: حدیث نمبر 3911، 17/4

[18] ابو جعفر، احمد بن عبد اللہ بن مسلم بن قتیبۃ الدینَوری(م322ھ)۔ قاضیٔ بغداد، اپنے والد کی لکھی ہوئی تقریباً 21 کتابوں کو یاد کیا۔ غرائب القرآن، حدیث اور ادب پر انتہائی عبور حاصل تھا۔[الاعلام، 156/1]

[19] ابو سلیمان، احمد بن محمد بن ابراھیم ابن الخطاب البستي(م388ھ). کابل کے علاقے بست کے رہنے والے تھے۔ انتہائی فقیہ شخصیت تھے۔ [الاعلام:273/2]

[20] صحیح البخاری، محمد بن إسماعیل البخاري(م:256ھ) دار طوق النجاۃ، 1422ھ، باب حدیث الغار، حدیث نمبر:3473، أخرجہ مسلم في باب الطاعون والطیرۃ، دار إحیاء التراث العربي بیروت، حدیث نمبر 2218

[21] صحیح البخاری، باب الجذام، حدیث نمبر:5707[126/7]

[22] عبد الحق بن سیف الدین الدھلوی(1052ھ). ایک حنفی فقیہ تھے، ہندوستان کے شہر دہلی کے رہنے والے تھے۔ سات سال حرمین شریفین میں وہاں کے علماء سے کسب فیض کیا۔ عربی اور فارسی میں تقریباً 100 کتابیں تصنیف کیں۔ [الاعلام:280/3]

[23] الدہلوی، مولانا عبد الحق. شرح سفر السعادۃ. ط: ۱۹۷۸ء، مکتبہ الکتاب پرنٹرز لاہور، ص456

[24] محمد بن محمد بن سلیمان(م:1094ھ) جمع الفوائد من جامع الأصول ومجمع الزّوائِد، دار ابن حزم، بیروت، ط۔ اول، 1998ء، باب الطیر والفال والشؤم والعدویٰ، حدیث نمبر:7615[275/3]

[25] أحمد بن علی بن حجر أبو الفضل العسقلاني الشافعي(م852ھ). شافعی مسلک سے تعلق رکھتے تھے۔ انتہائی ماہر علوم شخصیت کے حامل تھے آپ کی تصانیف، فتح الباری، لسان المیزان اور الدرر الکامنہ في اعیان المئۃ الثامنہ شامل ہیں۔[الاعلام:178/1]

26 العسقلانی، حافظ ابن حجر، فتح الباری شرح صحیح البخاری. ط: ۱۳۷۹ھ، مکتبہ دار المعرفہ، بیروت، [10/158تا162]

27 أبوزکریا، محیی الدین یحیٰ بن شرف بن النووی الشافعی (م676ھ). شام کے علاقے نوا میں پیدا ہوئے۔ اور وہیں پر وفات پائی۔ فقہ اور حدیث کے علامہ تھے۔ کئی کتابوں کے مصنف تھے۔[الاعلام: ۸/۱۴۹]

28 علامہ نووی، المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج. ط۲: ۱۳۹۲ھ، مکتبہ، دار إحیاء التراث العربی، بیروت، 14/214

29 أبو محمد، علی بن أحمد بن سعید بن حزم الظاھری (م456ھ). قرطبہ میں پیدا ہوئے اور اپنے وقت میں اندلس کے عظیم عالم تھے اور اپنے طور پر مجتہد تھے۔ اندلس میں ایک جماعت آپ کی متبع تھی جس کو حزمیہ کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔[الاعلام: 4/254]

30 ابن حزم. المحلی بالآثار. ط: مکتبہ دار الفکر بیروت، [الاعلام:10/113]

31 ابن عابدین، محمد أمین بن عمر الدمشقی الحنفی (م1252ھ). رد المحتار علی الدر المختار. ط۲: ۱۹۹۲ء، مکتبہ دار الفکر، بیروت

32 رد المحتار علی الدر المختار، 3/495

33 مالک بن انس بن مالک الاصبحی (م179ھ). اہل السنۃ کے چار ائمہ میں سے ایک ہیں فقہ مالکیہ کے امام ہیں۔[الاعلام: 5/257]

34 الموسوعۃ الفقہیہ الکویتیہ. ط: ۱۹۹۷ء، وزارۃ الأوقاف والشئون الإسلامیہ، کویت، 8/77

35 المرغینانی، علی بن أبی بکر (م593ھ). الھدایہ فی شرح بدایۃ المبتدی. ط: مکتبہ، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، 2/274

36 الھدایہ في شرح بدایۃ المبتدي، 2/274

37 الھدایہ فی شرح بدایۃ المبتدی، 2/274

38 المحلی بالآثار، 9/284

39 أبو محمد، سعید بن المسیّب بن حزن بن المخزومی القرشی (م94ھ). سید التابعین کے نام سے مشہور ہیں۔ مدینہ کے مشہور فقہاء میں شمار ہوتے تھے۔ حدیث، فقہ، زہد اور ورع و تقویٰ کا یکجا منبع تھے۔ تیل کی تجارت کیا کرتے تھے۔[الاعلام: 3/102]

40 المحلیٰ: 9/283

41 ابن نجیمؒ زین الدین ابن ابراھیم بن محمد (م970ھ). آپ فقہ حنفی کے مشہور مفتی ہیں کئی تصانیف چھوڑی ہیں جن میں سے ایک البحر الرائق شرح کنز الدقائق بھی شامل ہے۔[الاعلام: 3/64]

42 ابن نجیم. البحر الرائق شرح کنز الدقائق. ط۲: دار الکتاب الإسلامی، 4/138

43 عثمان بن علی، الزیلعی (م743ھ). حنفی فقیہ تھے۔ "تبیین الحقائق فی شرح کنز الدقائق" چھ جلدوں میں لکھی۔[الاعلام: 4/210]

44 فخر الدین الزیلعی الحنفی. تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق. ط۱: ۱۳۱۳ھ، المطبعۃ الکبری الأمیریۃ، بولاق، القاھرۃ1313ھ، 3/25

45 علاء الدین، أبو بکر بن مسعود بن أحمد الکاشانی (م587ھ). ان کی مشہور تصانیف میں "بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع اور السلطان المبین فی أصول الدین" شامل ہیں۔[الاعلام: ج2 ص70]

46 علامہ کاسانی. بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع. ط: 1986ء، دار الکتب العلمیہ، ۲/۳۲۷

47 بدائع الصنائع: ۲/۳۲۷